toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ

محدّثِ دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

کے

ایسے تقریباً ایک ہزار فتاویٰ کا مجموعہ جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور ابتک غیر مطبوعہ یا ناپید تھے

تلاش، جمع و ترتیب اور حواشی

نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدّث دوراں، فقیہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

کے ایسے تقریباً ایک ہزار فتاویٰ کا مجموعہ جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور ابتک غیر مطبوعہ یا ناپید تھے

تلاش، جمع و ترتیب اور حواشی

نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدث دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے
تقریباً ایک ہزار ایسے فتاویٰ کا مجموعہ
جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور چند کے علاوہ تمام غیر مطبوعہ اور نہایت
نادر و کم یاب تھے

جمع و ترتیب حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

مزید حواشی و افادات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دام ظلہ
شیخ الحدیث و صدر المدرسین، دار العلوم دیوبند

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع پرمنڈل نگر (مظفر نگر) یوپی - انڈیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت مولانا گنگوہی کا ایک مشہور تاریخی فتویٰ

ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فتوائے دارالحرب

اس فتوے کا پس منظر، اس کے محرکات، اس سوال کرنے والے، اس فتوے کے قلمی نسخے، نئی پرانی طباعتیں اور ان کے متعلقات۔ نیز مکمل فتویٰ کا قدیم اور صحیح ترین متن، فتویٰ کا مفصل سوالنامہ، جو اس تحریر کا محرک بنا تھا۔

مفصل مقدمہ، پس منظر و پیش منظر، اصل فارسی متن اور فتوے کا اردو ترجمہ

ترتیب و تحقیق اور حواشی و تصحیح

نورالحسن راشد کاندھلوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۰۲) حالت جنابت میں ذکر کی نیت سے اور تلاوت کی نیت سے قرآن شریف پڑھنے میں، کیا فرق ہے؟

سوال: حالت جنابت میں جو لکھا ہے کہ اگر ذکر کی نیت سے قرآن کی کوئی آیت پڑھی، تو درست ہے، اور اگر تلاوت کی نیت سے پڑھی، تو درست نہیں، اس کا کیا مطلب ہوا؟ یعنی ذکر کی نیت کس طرح ہوتی ہے، اس کی تشریح چاہئے۔

جواب: ذکر کی نیت اُس آیت میں ہوتی ہے کہ تبرک کے واسطے ہو، جیسا کہ بسم اللہ، یا دعاء کے واسطے پڑھتا ہے، جیسے رَبَّنَآ اٰتِنَا [فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ]

(بدست خاص سوال ۱۵۰)

(۹۰۳) فرشتوں کو قرآن پاک کے سننے کا شوق؟

سوال: یہ جو لکھا ہے کہ فرشتگاں آدمیوں سے مشتاق سننے قرآن مجید کے ہوتے ہیں، کیونکہ ان میں یہ صفت نہیں ہے، حالانکہ جبریل علیہ السلام دور کرتے تھے، ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے؟

جواب: اس مشہور کی کوئی اصل نہیں، بلکہ اصل یہ ہے کہ قرآن کا ملائک کو شوق استماع ہے کہ اس کی برکات سے وہ خوب واقف ہیں۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۳۱)

(۹۰۴) لوح محفوظ کا عرش سے اوپر ہونا ثابت نہیں!

سوال: حامداً ومصلیاً اما بعد!

عرض یہ ہے کہ بہت دنوں سے آپ کی خیریت معلوم نہیں ہوئی، آپ اپنے مزاج کی کیفیت سے اطلاع دیجئے اور چند سوالات کا جواب تحریر فرمائیے۔ اور امیدوار ہوں کہ مرے سوالات کا جواب علیحدہ ورق پر تحریر فرمایا کیجئے، جیسے آپ پہلے تحریر فرمایا کرتے تھے، کیوں کہ میں نابینا اور معذور ہوں، اور یہاں میں جن لوگوں سے لکھنے پڑھنے کا کام لیتا ہوں، وہ کم استعداد ہیں، طریقۂ جدیدہ میں ان کو پڑھنا دشوار ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ صحیح حدیثوں میں ثابت ہے کہ لوح محفوظ عرش کے اوپر خدا کے پاس ہے (رواہ الشیخان) (۱) اور تمام قرآن کا لوح محفوظ میں ہونا سورۂ بروج [کی] آخر آیت سے ظاہر ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ جوام القرآن ہے اور آیت الکرسی جو آیتوں کی سردار ہے، یہ دونوں چیزیں بھی بدرجہ اولی لوح محفوظ میں عرش کے اوپر ہیں، مگر آیت الکرسی کی فضیلت میں

---

(۱) اس کے الفاظ یہ ہیں لما قضی اللہ الخلق کتب کتاباً عندہ: غلبت. اوقال -سبقت- رحمتی غضبی فھو عندہ فوق العرش. رواہ البخاری فی کتاب التوحید، باب قولہ تعالی: بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ. ص: ۱۱۲۷ ح: ۲. نیز جلد ۳ جزء: ۹/ص: ۲۸ ارقم الحدیث: ۷۵۵۳ مکتبۃ الریاض الحدیثیۃ، الریاض ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲م. [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

امام احمد نے روایت کیا ہے کہ وہ اس خزانہ میں سے نازل ہوئی ہے، جو عرش (۱) کے نیچے ہے اور اسی طرح سورۂ فاتحہ اور سورۂ کوثر اور خاتم سورہ بقرہ کے فضائل میں منقول ہے۔ اس فضیلت کو پہلے مضمون کے ساتھ ملانے سے، بظاہر عجیب تعارض معلوم ہوتا ہے، لہٰذا جواب شافی کی ضرورت ہے۔

جواب : از بندہ رشید احمد عفی عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا خط آیا، بندہ اب بعد مدت کے صحت یاب ہوا ہے۔

جواب سوال یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ لوح محفوظ بالائے عرش ہے، (۲) نہ معلوم آپ کو کس نے یہ سنا دیا ہے۔ پس جب لوح کا بالائے عرش ہونا ثابت نہیں، تو کوئی تعارض نہیں، نہ جواب و توجیہ کی حاجت ہے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ۳۳-۳۶)

(۹۰۵) فرشتوں کو سہو و نسیان ممکن نہیں:

سوال: فرشتوں میں سہو اور نسیان کا جائز یا ممتنع ہونا، شریعت میں ثابت ہے، یا نہیں، اور ثابت ہے تو ثبوت کیا ہے؟

جواب: نسیان مرض ہے، مادہ ضعف دماغ کے سبب اور ملائکہ اس سے پاک ہیں:

لایعصون اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ. نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو، اور وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم ہو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

الآیۃ التحریم. ۶)

کا لفظ اس کو خود بیان کرتا ہے۔

(مجموعہ فرخ آباد ص: ۳۹-۴۱)

---

(۱) یہ روایت مسند احمد کے حوالہ سے راقم کو نہیں ملی، مسند احمد کی روایت میں خواتیم سورۂ بقرہ اور دوسری آیتوں کا ذکر ہے۔ مگر مذکورہ سوال میں جس طرح چاروں آیتوں کا یکجا ذکر کیا گیا ہے وہ طبرانی اور ابوالشیخ کی روایت ہے، جس کو ضیاء نے بھی حضرت ابوامامہ سے نقل کیا ہے، کنز العمال میں ہے: اربع انزلت من کنز تحت العرش ام الکتاب و آیۃ الکرسی و خواتیم البقرۃ والکوثر. رواہ الطبرانی و ابو الشیخ والضیاء عن ابی امامہ. کنز العمال ص: ۵۵۸ ج: ۱۔ رقم الحدیث ۲۵۰۴۔ (بیروت: ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵م) [نور]

(۲) صحیحین کی جو روایت سائل نے ذکر کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: لما قضی اللّٰہ الخلق کتب کتاباً فھو عندہ فوق عرشہ: ان رحمتی سبقت غضبی (مشکوۃ کتاب الدعوات ص: ۲۰۶-۷ جلد اول [عکس اصح المطابع رشیدیہ دھلی] نیز ص: ۹۳۲ جلد دوم رقم الحدیث: ۲۳۶۴ ت: رمضان بن احمد بن علی، باب سعۃ رحمۃ اللّٰہ. الفصل الاول [مکتبۃ النوبۃ، دار ابن حزم بیروت. ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء] اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے لکھا ہے: عندہ ای عندیۃ المکانۃ لاعندیۃ المکان، لتنزّھہ عن سمات الحدثان، ج: ۵ ص: ۱۵۱ [مکتبہ امدادیہ ملتان مغربی پاکستان بلاسنہ] یعنی عرش کے اوپر ہونے کا مطلب بلند مرتبہ میں ہونا ہے، جگہ کے اعتبار سے عرش پر ہونا مراد نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفات سے منزہ ہیں اور حضرت گنگوہیؒ نے کتاب سے لوح محفوظ مراد نہیں لی، بلکہ ایک پرچہ مراد لیا ہے، جس میں ان رحمتی سبقت غضبی لکھا ہوا ہے، جیسا کہ آگے صفحہ نمبر: ۳۰ پر آرہا ہے۔ پس لوح محفوظ عرش کے نیچے ہوگی۔ (پالن پوری)

ہے کہ شب کو دو عورتیں طواف کرنے آئیں اور اساف و نائلہ کو پکار رہی تھیں، ابوذرؓ نے ان سے کہا: انکحا احد هما الاخری اور یہ بھی کہا: هنّ مثل الخشبة اس احدیٰ اور اخریٰ سے مراد کیا اساف و نائلہ ہیں اور انکحا سے کیا مراد؟

جواب: بقلم الموصوف [یعنی مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی] معنی یہ ہیں کہ ان دونوں کا باہم نکاح کردو اور وہ ذکر جو مثل الخشبة ہے وہ دوسرے کے داخل کردے گا، یہ اشارہ تھا اور مقصود باشتم اساف و نائلہ ہیں، اور ان کی معبودیت والوہیت پر تعریض تھی، مراٰتین کی اغاظت کے واسطے۔ (۱) فقط۔

الطرائف و الظرائف (بیاض حضرت مولانا تھانویؒ) ص ۳۵ (طبع اول، اشرف المطابع تھانہ بھون: ۱۹۲۹ء)

(۹۱۲) حدیث لایقتل قرشی کے معنی؟ سوال: متعلق معنی حدیث لا یقتل قرشی؟

جواب: بقلم مولوی ابوالبرکات موی: لا یقتل قرشی کے باب میں حضرت نے ارشاد فرمایا، کہ جس ہیئت کذائیہ کے ساتھ بمقابل اہل اسلام قرشی قتل کیے گئے اب قیامت تک ایسا واقعہ نہ ہوگا، یعنی جہاد کے ساتھ جماعت ان کی قتل نہ کی جاوے گی، اور فرمایا کہ نفی ارتداد نووی کی رائے ہے، مسلم نہیں۔ (۲)

الطرائف و الظرائف (بیاض حضرت مولانا تھانویؒ) ص ۳۵ (طبع اول، اشرف المطابع تھانہ بھون: ۱۹۲۹ء)

(۹۱۳) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مفہوم؟ سوال: علماء امتی کانبیاء بنی

اسرائیل (۳) اس حدیث کے موجب، علماء اس امت کے انبیاء سابقین سے درجہ میں برابر ہیں، یا انبیاء علیہ السلام ہی افضل ہیں؟

---

(۱) اغاظت: غصہ دلانا۔ مقصود باشتم: گالی دینے سے مقصود یعنی حضرت ابوذر نے یہ دونوں جملے ان دونوں عورتوں کے حق میں نہیں کہے تھے، بلکہ اساف و نائلہ کے حق میں کہے تھے جو ان دونوں عورتوں کے معبود تھے۔ هنّ شرم گاہ خواہ مرد کی ہو یا عورت کی۔ مثل الخشبة۔ لکڑی جیسی، مراد مرد کا عضو ہے۔ مسلم کتاب فضائل الصحابة باب: ۲۸ حدیث ۲۴۷۳۔ (پالن پوری) کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل ابی ذر، ص: ۱۱۵۵، جلد دوم رقم الحدیث: ۲۴۷۳۔ [ت: ابوقتیبہ فاریابی] (دار طیبہ، ریاض) نیز باب مذکور ص: ۲۹۶ جلد دوم [مطبع مجتبائی دہلی]

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: لایقتل قرشی صبراً بعد هذا الیوم الی یوم القیامة ترجمہ: کوئی قریش آج کے بعد قیامت تک روک کر قتل نہیں کیا جائے گا) حضرت قدس سرہ نے اس حدیث کی شرح فرمائی ہے کہ جس طرح فتح مکہ کے موقعہ پر جہاد میں مسلمانوں نے بعض قریشیوں کو قتل کیا تھا، ایسا واقعہ آئندہ کبھی پیش نہیں آئے گا، کیونکہ فتح مکہ کے موقع پر تمام قریش مسلمان ہوگئے تھے، پس اب ان کے ساتھ جہاد کا سوال ہی نہیں۔ ہاں ایک صورت ہے کہ قریش مرتد ہوجائیں تو ان کے ساتھ جہاد کی نوبت آسکتی ہے۔ امام نوویؒ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے کہ اس حدیث میں قریش کے ارتداد کی نفی کی گئی ہے، یعنی آئندہ کبھی قریش مرتد ہوجائیں ایسا نہیں ہوگا، اس لئے روک کر ان کو کبھی قتل نہیں کیا جائے گا، پس امام نووی کی بات بھی صحیح ہے، حضرت کی بات میں اور امام نووی کی بات میں کچھ تخالف نہیں۔ (پالن پوری)

(۳) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، قال السیوطی فی الدرر: لااصل له وقال السخاوی فی المقاصد: قال شیخنا یعنی ابن حجر لااصل له. المقاصد الحسنه ص: ۲۸۶ (دار الکتب العلمیة، بیروت: ۱۳۹۹ھ) وراجع: کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتهر من الاحادیث علی السنة الناس، للعجلونی حدیث نمبر ۱۷۴۴ ص: ۶۴ ج: ۲)

جواب : اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ جیسا دین موسی علیہ السلام کا واحد تھا، انبیاء بنی اسرائیل اس کی اشاعت وتائید کرتے تھے، ایسا ہی میری امت کے علماء کرتے ہیں، درجۂ انبیاء علیہ السلام سے علماء امت کو کوئی مناسبت وقرب نہیں۔ (بدست خاص سوال ۳۴)

(۹۱۴) وَالنَّخْلُ بٰسِقٰتٍ لَّهَا کے معنی؟

والنخل باسقات (۱) میں یہ ہے کہ باسقات کے معنی میں قطبہ [ابن عامرؒ] کو تردد تھا کہ باسقات کے کیا معنی ہیں، بہت لغت ہے کہ اہل لغت نہیں جانتا، یا کسی وقت ذہن میں عبور نہیں ہوتا، تو جس وقت یہ آیت پڑھی، قطبہ اس کلمہ کو بار بار اپنے ذہن میں تکرار کرتے تھے، اور معنی سمجھ میں نہیں آتے تھے:

ولا ادری (۲) ما قال ای لا افهم ما معنی قوله باسقات.

جیسا سب لوگ جب کوئی لفظ مفہوم نہیں ہوتا، تو بار بار زبان یا دل میں تکرار کر کے سوچتے ہیں، کہ کیا معنی ہیں، ایسا ہی قطبہ اس لفظ کو دل میں تکرار کر کر کے، معنی سوچتے تھے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا، کہ کیا معنی اس کے ہیں۔ فقط

(مکتوب حضرت گنگوہی بنام مولانا خلیل احمد صاحبؒ، مکتوب نمبر ۴)

(۹۱۵) سجدۂ شمس تحت العرش کی حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

سوال: یہ کہ ہر روز عرش کے نیچے جا کر آفتاب کا سجدہ کرنا، غالباً اخبار احاد سے ثابت ہوگا، اور خبر واحد سے عقیدہ کا وجوب ثابت نہیں ہوتا، خصوصاً جب کہ وہ امر مشاہدہ کے خلاف ہو، مگر جب کوئی ایسی تطبیق معلوم ہو جس سے تعارض رفع ہو جائے، تو اس امر کا اعتقاد جائز ہو سکتا ہے۔

جواب : حدیث سجدہ تحت عرش کے صحیح ہے، نہ مشاہدہ کے خلاف، نہ عقیدہ کے خلاف، مگر تحریر سے فہم دشوار ہے۔ آپ صحیح حدیث کو صحیح جانو اور یہ عقیدہ ایسا نہیں جس پر بنا ایمان کی ہو، ایسے عقیدہ کو دلیل قطعی درکار ہے، یہ امر زائد ہے اس کا عقیدہ فرائض میں نہیں، اس کو علی مراد الشارع قبول کرنا چاہئے، اگرچہ سمجھ میں نہ آوے (۳) اور مشاہدہ تو اس کا آج تک کسی بینا کو

---

(۱) والنخل باسقات لها طلع نضید سورہ ق ۱۰ اور کھجوریں لمبی ان کا خوشہ ہے تہ پر تہ (ترجمہ شیخ الہند)

(۲) کتاب الصلوۃ، باب القرأۃ فی الصبح، ص: ۲۱۳ ج: ۱/ رقم الحدیث: ۴۵۷ ـ ت: ابوتمیمہ نظر محمد فاریابی۔ [دار طیبہ، ریاض ۲۰۰۶ء] نیز مسلم شریف باب مذکور ص: ۱۸۶ ج: ۱/ [مطبع مجتبائی، دہلی]

(۳) قولہ ایسے عقیدہ کو یعنی جس پر ایمان کا دارومدار ہو اور وہ عقائد ہیں جن کا ذکر حدیث جبرئیل میں آیا ہے، جن کو ایمان مفصل میں لیا گیا ہے اور وہ سات بنیادی عقیدے ہیں، ان کے ثبوت کے لئے دلیل قطعی درکار ہے۔ ان کے علاوہ دیگر وہ باتیں جن پر ایمان کی بنا نہیں جیسے گرمی کی شدت کا جہنم کے پھیلاؤ سے ہونا، ایسی باتیں خبر واحد سے بھی ثابت ہو سکتی ہیں، غروب کے بعد سورج کا عرش کے نیچے سجدہ کرنا اور طلوع کی اجازت طلب کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ اور اگر کوئی یہ سوال کرے کہ زمین گول ہے، اس لئے ہر آن طلوع وغروب ہوتا رہتا ہے، پھر اس حدیث کی کیا صورت ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہر آن طلوع وغروب ہو سکتا ہے تو ہر آن سجدہ کرنا اور طلوع کی اجازت مانگنا کیوں متحقق نہیں ہو سکتا۔

بات درحقیقت یہ ہے کہ محسوسات کا ایک ظاہری پہلو ہوتا ہے جو ہمیں نظر آتا ہے، دوسرا اس کا باطنی پہلو ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا، اس کے بارے میں مخبر صادق (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی خبر پر اعتماد کرنا ضروری ہے، جیسے گرمی کی شدت کا ظاہری پہلو سورج کا سر سے قریب آنا ہے، جس کو ہر کوئی جانتا ہے اور اس کا دوسرا پہلو جس کو ہم نہیں جانتے اور نہ جان سکتے ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ ان شدة الحر من فیح جهنم یعنی گرمی کی تیزی جہنم کے اثرات کے پھیلاؤ سے ہے۔ اسی طرح اس مسئلہ کو بھی سمجھنا چاہئے۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اغفرلی إن شئت کے یہ ہوتے ہیں کہ اگر تو چاہے تو بخش، اور یہ تعلیق دو معنی میں آتی ہے، یا یہ کہ میں یا کوئی اکراہ نہیں کرتا، اگر تیری خوشی ہے تو یہ امر کردے، اور دوسرے معنی یہ کہ، مجھ کو کوئی ضرورت نہیں، تو چاہے دیدے، ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ پس فرمایا کہ اس طرح کے کلام مت بولو، کیونکہ اکراہ کا تو وہ محل ہے ہی نہیں، پس یہ شرط لغو ہے اور بے معنی، مگر موہم دوسرے معنی کی ہو کر، تیری بے رغبتی پر دال ہو جاوے گی اور تو شدت سے محتاج ہے، کہ بدون غفران کوئی چارہ ہی نہیں، تو تو جزماً عرض کر، کہ بالضرور بخش!

سو حاصل یہ ہوا کہ وہاں کوئی اکراہ نہیں کر سکتا، تو ناچار بہ مشیت ہی وقوع تیری عرض کا ہوگا، تو شرط کا کہنا لغو ہوا اور تیری طلب میں وہم عدم حاجت کا پیدا ہوا، تو ایسے کلام دعاء میں کرنا اچھا نہ ہوا۔ فقط

(مکتوب حضرت گنگوہی بنام مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مکتوب نمبر:۴)

(۹۲۰) حدیث میں کعبہ کی بے حرمتی کرنے والے مینڈھے سے حجاج مراد ہے:

سوال: ایک کتاب(۱) میں لکھا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک مینڈھے کے سبب سے بے حرمتی کعبہ کی ہوگی، اگر یہ بات صحیح ہے، تو وہ مینڈھا کون ہے؟

جواب: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے، حجاج آیا تھا۔ فقط (بدست خاص، ص ۳۵)

(۹۲۱) کیا اثر ابن عباس کی صحت پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے:

اثر ابن عباس فی کل ارض آدم کآدمکم الخ بعد تشہید آن بآیت۔

ترجمہ: جس نے بنائے سات آسمان (ترجمہ شیخ الہند) اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الآیۃ (الملک-۳)

آیا قابلیت آں دارد کہ برآن اعتقاد کردہ آید، و جمیع اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ از حشر و انبیاء و اسماء شان آمدہ محمول بایں طبقہ کردہ آید، و بعموم آنہا لحاظ نکردہ آید، یا چگونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خبر دادند از یک آدم و یک موسیٰ و یک ابراہیم وغیرہ دادہ، امتیاز و اقبال ایشاں را دیدہ و بیان فرمودہ۔ اگر تعدد او آدم وغیرہ در واقع ثابت بود، سکوت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے چیست؟ و نیز اعتقاد از نص قطعی حاصل می شود، و نیز ہر کہ ایں اثر حکماً مرفوع می فرمایند، دلیل آں چیست؟

از ابن عباسؓ اکثر ایں چنیں اقوال در تفاسیر می آیند کہ ماخوذ از اسرائیلیات یا از فقہ و تدبر خود می باشند، ایں ہم

---

(۱) یہ مسند احمد کی حدیث ہے، حضرت عثمان سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے کہ مکہ میں قریش کا ایک مینڈھا کج روی کرے گا۔ (پالن پوری) مسند احمد۔ تحت مسند عثمانی بن عفان ص: ۶۴ جلد اول [دار الفکر ۱۳۹۸ھ] نیز مسند احمد ص: ۳۶۳ جلد اول، رقم الحدیث ۴۰۶۱ ت: الشیخ احمد محمد شاکر [دار الحدیث القاہرۃ ۱۹۹۵ء] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اگرازاں قبیل باشد چہ مانع۔ وازابن کثیر نقلا عن ابی ہریرۃ آمدہ: وھو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس، علی انہ أخذہ من الإسرائیلیات وذلک و أمثالہ إذالم یصح سندہ إلی المعصوم فھو مردود علی مَنْ قالہ.

غرض ایں فقیر را، دراعتقاد کردن بدیں اثر یا حکماً مرفوع گفتن تردد ہا است، وتاویل احادیث ظاہرہ عامہ بمجرد احتمال بعیدی بیند۔ امید کہ از تحقیق جناب رفع تردد گردد۔ وماذلک علی اللّٰہ بعزیز!

ترجمہ: اثر ابن عباس: ہر اک زمین میں آدم ہیں، تمہارے آدم (علیہ السلام) جیسے۔ اس آیت شریفہ کی گواہی کے بعد (جس نے بنائے سات آسمان)

کیا اس کی قوت وصلاحیت رکھتا ہے، کہ اس کا یقین کیا جائے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اطلاعات کو جو کہ انبیاء علیہم السلام اوران کے مبارک ناموں کے متعلق آئی ہیں، صرف اسی طبقہ زمین کے لئے سمجھا جائے، اوراس (روایت) کے ہونے کا خیال نہ کیا جائے۔ یا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہ خبر دی ہے، ان کے امتیاز اور بلند مرتبہ ہونے کو دیکھا جائے اور ذکر کیا جائے۔

اگر آدم (علیہ السلام) وغیرہ کا ایک سے زائد (متعدد ہونا) ثابت تھا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے خاموشی (اختیار فرمانا) کس وجہ سے ہے۔

نیز عقیدہ نص قطعی سے متعین مقرر ہوتا ہے اور جو حضرت کہ اس اثر کو حکماً مرفوع بھی فرماتے ہیں، اس کی دلیل کیا ہے؟ حضرت ابن عباس سے منقول، ایسے اقوال اکثر تفسیروں میں آتے ہیں، جو کہ یا اسرائیلی روایتوں سے لئے گئے ہیں، یا اپنی سمجھ اور غور وفکر سے ہوتے ہیں۔ یہ بھی اگر اسی طرح کا ہو، اس میں کیا الجھن ہے؟

(تفسیر) ابن کثیر میں حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالہ سے آیا ہے کہ: اگر اس کی نقل حضرت ابن عباس سے صحیح ہو، تو یہ کہا جائے گا کہ انہوں نے اسرائیلی روایتوں سے لیا ہے۔ نیز یہ اور اس جیسی روایتیں جب ان کی سندیں صحیح نہ ہوں، تو مردود (ناقابل اخذ واستفادہ) ہیں۔

غرض اس فقیر کو اس اثر کو عقیدہ ماننے، یا اس کو حکماً مرفوع کہنے میں شک وشبہ ہے، اور اس کی وجہ سے عام ظاہر احادیث کو (صرف اس احتمال کی وجہ سے (بعید ترین احتمالات سے دیکھنا ہوگا؟)۔ امید کہ جناب کی تحقیق سے شبہ دور ہو جائے گا۔

جواب: اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو رد کرنا اور موضوع اور اسرائیلی بتانا باوجود تاویل کے مناسب نہیں، اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

واسطے اس کی شرح لکھی گئی ہے(۱) مع ہذا اس پر اعتقاد کرنا ضرور [ی] بھی نہیں، کہ نص قطعی الدلالۃ وصریح اس پر کوئی نہیں اور عقائد [میں] قطعی صریح ہونا نص کا ضروری ہے۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۶۲-۱۶۳)

(۹۲۲) جنین کی خلقت کتنے روز میں تام ہوتی ہے؟

سوال! حدیث میں جو مضمون وارد ہوا ہے کہ رحم میں چالیس روز نطفہ اور چالیس روز علقہ اور چالیس روز مضغہ رہتا ہے، وہ بدعتی اس کے معنیٰ یہ کہتا ہے کہ مراد اس سے صرف چالیس روز ہیں، کہ کل کیفیت نطفہ وعلقہ ومضغہ وغیرہ اس ایک چلہ میں ہوجاتی ہے، متعدد چہل مراد لینا غلط ہے، اس لئے کہ یہ امر خلافِ مشاہدہ ہے، مشاہدہ سے یہ معلوم ہوتا کہ اگر اسقاطِ حمل ایک ہفتہ میں ہوتا ہے، تو بشکل نطفہ ہوتا ہے اور جو دو ہفتہ کا اسقاط ہوتا ہے، تو بشکل علقہ ہوتا ہے، وعلیٰ ھذا.

اب یہ کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول خلافِ مشاہدہ ہو، ورنہ بددین اس پر اعتراض کریں گے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول خلاف ہے۔ یہ سب تقریر بدعتی کی ہے۔

---

(۱) حضرت مولانا گنگوہی نے یہاں تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباسؓ کی جانب اشارہ کیا ہے۔ اثر ابن عباس [رضی اللہ عنہما] کی ایک معرکہ آرا بحث ہے، اسی گفتگو اور موضوع کی وجہ سے، بریلی کے ایک عالم [فاضل بریلوی، مولانا احمد رضا خاں کے والد] مولوی نقی علی خاں نے، بریلی میں مقیم اور شہر بریلی کے مفتی امام اور مذہبی طور پر ایک غیر متنازعہ اور معتمد شخصیت، مولانا محمد احسن نانوتوی کے کفر کا اعلان کیا تھا، یہی بحث بریلوی فرقہ کے آغاز اور احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے علمائے سلسلہ ولی اللہی [دیوبند] کے خلاف، اس لمبی کوشش کی ابتداء بنی تھی۔ جس نے پورے ہندو پاکستان اور بعد میں اور بھی ملکوں کو بھی اپنا نشان وشکار بنالیا، ملت میں بڑے اختلاف کا راستہ کھول دیا۔ اس لئے اس سلسلہ کی چند ضروری معلومات عرض ہیں۔

اس بحث وقضیہ کا بنیادی طور پر دیوبند کے اکابر علماء سے کچھ تعلق ہی نہیں تھا، ایسا لگتا ہے کہ مولوی نقی علی صاحب اور ان کے نوعمر فرزند، علمائے دیوبند کے خلاف ایک بہت بڑی جارحانہ تحریک کا غالباً برسوں سے ارادہ کررہے تھے [اگرچہ وہ اس سے پہلے حضرت مولانا گنگوہی کے نہایت مداح اور معتقد تھے] اور اس کے لئے کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ ایسے دو علماء کے مناظرے نے، جن کا علمائے دیوبند سے کوئی راست رابطہ نہیں تھا، اس کے لئے موقع فراہم کردیا۔

ہوا یوں کہ بدایوں کے قصبہ شیخوپور میں، امکان وامتناع نظیر کے موضوع پر [۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں] مولانا عبدالقادر بدایونی [م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء] اور مولانا امیر احمد سہسوانی کے درمیان مناظرہ ہوا، اس مناظرہ کی مفصل تحریریں سہسوان کے ہی ایک اور عالم مولوی محمد نذیر نے مرتب کرکے، مناظرہ احمدیہ کے نام سے شائع کرادی تھیں [اس اشاعت کا ایک نسخہ ہمارے ذخیرہ میں ہے] اس مباحثہ میں اثر ابن عباسؓ پر بھی گفتگو ہوئی اور مرتب رسالہ نے جو اس نواح میں مولانا احمد حسن نانوتوی کے مقام ومرتبہ سے واقف تھے، یہ بھی لکھ دیا تھا کہ مولانا محمد احسن نے بھی اثر ابن عباسؓ کی صحت کے قائل ہیں۔ بس یہی فقرہ مولوی نقی علی کے منصوبوں کے لئے شہابہ بن گیا، مولوی نقی علی نے اس کو بنیاد بنا کر مولانا محمد احسن کے خلاف نہایت شور وشر اور ہنگامہ شروع کردیا، مولانا نے اس اختلاف سے بچنے اور اس سلسلہ میں محقق علماء کی رائے جاننے کے لئے، فخر المتاخرین حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کو خطوط لکھے، دونوں نے مفصل جوابات سے نوازا اور اس میں مولانا محمد احسن کی تائید کی مولانا محمد احسن نے ان تحریروں اور جوابات کو [ان حضرات کے علم واطلاع کے بغیر] "تحذیر الناس فی انکار اثر ابن عباسؓ" کے نام سے اپنے مطبع صدیقی بریلی سے شائع کردیا، مگر اس کی اشاعت سے بات کیا بنتی، جب باقاعدہ ایک فتنہ اور نئی گروپ بندی کا ارادہ تھا، چنانچہ حدیث پر محدثانہ کلام اور اس کی توجیہ مولوی نقی علی کی سمجھ میں نہیں آئی اور پھر بات بڑھتی ہی چلی گئی، جو علمائے دیوبند کے خلاف بریلی سے پہلی آواز تھی، جس نے بعد میں ایک مستقل نظریہ "بریلویت" کا روپ اختیار کرلیا۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ، جتنے احکام ہیں سب شرعی ہیں، وہ کون حکم ہے جو غیر شرعی ہو، عقل کو دخل ہے [مگر] علت وحرمت میں نہیں، گو علم حسن وقبیح میں اختلاف ہو، سو حرمت مالِ غیر حرمت لغیرہ ہے، ورنہ اصل مال مبذول ہے، اور قتل قاتل واجب لغیرہ ہے، ورنہ اصل مذموم ہے، تو یہ حرام وواجب بسبب غیر کے مشروع ہوا، ورنہ در اصل خلاف تھا، حالانکہ کوئی حکم مشروعیت سے خالی نہ ہوگا۔ اعنی جو لغیرہ واجب ہوا، قطع نظر از غیر خود بھی مشروع تھا، مشروعیت سے خالی نہ تھا، کیوں کہ ادنیٰ درجہ اباحت و استحباب وکراہت ہے، یہ بھی مشروعیت سے خالی نہیں، اباحت میں کچھ کلام اصولی کریں مگر اصل مشروعیت اس میں بھی موجود ہے، پھر وہ کون حکم عالم میں ہے کہ خالی از مشروعیت ہے، تو کوئی شئے غیر مشروع نہیں پایا، اباحت وجواز یا کراہت وتحریم، پھر کیا معنی کہ غیر مشروع کو مشروع بنادیا اور کفر ہوگیا۔ اور یہ امر کہ ایک صفت مشروع دوسرے امر کے سبب متبدل ہوجاوے، اکثر احکام میں موجود ہے، بلکہ اکثر احکام ایسے ہی ہیں۔ صلوٰۃ فی نفسہا مستحسن، اوقات مکروہہ میں بسبب مشابہت کفار کے مکروہ، ذکر جہر مستحب، بسبب اذیت مصلی وغیرہ کے مثلاً مکروہ، ریا کی وجہ سے حرام۔ علیٰ ہٰذا، صدہا مسائل! سو اُن کا یہ فرمانا، بندہ کے خیال میں سراسر بے وجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مکتوب حضرت گنگوہی بنام مولانا خلیل احمد صاحب، مکتوب ۱۰)

(۹۴۶) اصطلاحات کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنا غلط ہے:

سوال: جو کسی ایسے لفظ پر جو لغت ومصطلحات والوں نے دو طرح لکھا ہو، ایک قول کے قائل کو، جو باوجود حوالہ ودعویٰ واقفیت، دوسرے قول والا کسی تعلّی اور زعم میں کٹھ مُلّا اور جاہل کہہ دے، تو یہ بھلا یا برا؟

جواب: فرق اصطلاحات میں دیدہ ودانستہ نسبت جہل کرنا گناہ ہے، مسلمانوں کو ایسے کلام منع ہیں۔ فقط (مجموعہ کلاں ص ۱۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۹۴۷) فقہی کتابوں کے ابواب کی ترتیب باہم مختلف کیوں ہے؟

الجواب: کتب فقہ میں سب ابواب فقہ کا جمع کردینا مدنظر ہے، اور ترتیب کوئی مہتم بالشان نہیں، اس واسطے قدوری کی ترتیب اور ہے، مختصر وقایہ کی کچھ اور، قاضی خان کی کچھ اور، ہدایہ کی ترتیب اور۔

سو صاحب ہدایہ نے اضحیہ کو صدقہ نہیں بتایا، کہ اراقت دم صدقہ نہیں اور گوشت خود مالک کھاتا ہے، چاہے کسی کو دے، چاہے نہ دے۔ لہٰذا صید اور ذبح کا مسئلہ اور حلت وحرمت حیوانات کی مناسب دیکھ کر، سب ابواب جمع کردیئے ہیں۔

یہ سب ابواب معاملات باہمی نہیں اور نہ عبادات ہیں، بلکہ قسم مباحات سے ہیں۔ علیٰ ہٰذا شرکت میں اعانت ایک دوسرے کی ہوتی ہے، اس کو وقف ومفقود ولقطہ کے مسائل میں رکھدیا، اور ادنیٰ مناسبت کو کافی جانا اور ترتیب کوئی ضروری شئے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ فرخ آباد ص ۵۴)

سیرت پاک اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق چند سوالات کے جوابات

(۹۴۸) حضرت ادریس علیہ السلام کیا آسمان پر اٹھالئے گئے؟ **سوال:** حضرت ادریس علیہ السلام بھی، قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر، زندہ اٹھائے گئے ہیں، یا نہیں؟ اگر زندہ اٹھائے گئے ہیں، تو ان کی وفات کب ہوگی؟

جواب: بعد انتقال کے اٹھائے گئے اور جنت میں داخل کئے گئے، پھر زندہ کئے گئے، اب وہ یہاں نہ آویں گے۔ جنت میں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۱۹)

(۹۴۹) کیا برادرانِ یوسف علیہ السلام نبی تھے؟ **سوال:** برادرانِ یوسف علیٰ نبینا وعلیہ السلام نبی تھے یا نہ، اور اگر تھے تو [ان کی] زلات کا کیا حکم ہے؟

جواب: اخوۃ یوسف اس وقت نبی نہ تھے، پس صدور ذنب کا منافی نہیں۔ فقط۔ (مجموعہ کلاں، ص ۴)

(۹۵۰) جملہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں: **سوال:** جب کل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں، تو خاص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حیات النبی (کذا) کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: کوئی خصوصیت آپ کی نہیں ہے، اور آپ کو حیات النبی کہنے سے دوسروں کی حیات کا انکار نہیں لازم آتا۔ اگر کوئی کہے کہ نذر محمد خاں پٹھان آبھہ کے ہیں، کہو! تمام گاؤں کے افغانان کے پٹھان ہونے اور سکونت آبھہ کی نفی کس طرح کوئی سمجھے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۲۰)

(۹۵۱) انبیاء علیہم السلام کی خطا کا مقصد خیر ہوتا ہے: نبیوں سے جو خطا ہوتی ہے، اس میں ان کا مقصد خیر ہوتا ہے، مقصد خطا کا ہرگز نہیں ہوتا، اس لئے اس کو "زلہ" کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا مقصد بھی خیر ہی تھا، کہ ہمیشہ جنت میں جو رضاء الٰہی ہے ان کا مقصود تھا، ارشاد جناب باری کو بھول گئے تھے، لہٰذا مرتکب ہوگئے۔ جلیل القدر ہونے کی وجہ سے ان کو سزا دی گئی، اگرچہ یہ گناہ چھوٹوں کے حق میں قابل عفو تھا، لیکن بڑوں کے حق میں قابل مواخذہ ہے۔

حسنات الابرار سیئات المقربین ترجمہ: خواص کی نیکیاں بھی مقربین بارگاہ کیلئے خامی شمار کی جاتی ہیں۔ (ت، ن)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اگر چہ بظاہر یہ فعل اجتہاد کے ساتھ مقابلہ میں نص کے صادر ہوا، لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو نص یاد نہیں رہی تھی: فَنَسِیَ اٰدَمُ (۱) (کلام اللہ تعالیٰ) اس پر دال ہے۔ اگر چہ اس کی توجیہ دوسری بھی ہو سکتی ہے لیکن اسی کو کافی سمجھئے گا۔

(مجموعہ رام پور ص ۲۳-۲۴)

(۹۵۲) تبعاً درود غیر نبی پر درست ہے مگر صورت مسئولہ میں تبعیت نہیں؟

سوال: ایک شخص کی عادت ہے کہ جب کسی ولی کا نام لیتا ہے تو علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس نے اپنے پیروں کو پیغمبر کے برابر کر دیا، اور عمرو کہتا ہے کہ اگر چہ یہ فقرہ اولیاء کے واسطے محاورہ کے خلاف ہے، مگر پیغمبر کی برابری ثابت نہیں ہوتی، بلکہ فقہاء نے انبیاء اور ملائکہ کے سوا اوروں پر درود بھیجنا جائز رکھا ہے، اگر تنہا ہو اس واسطے یہ کہنے والا، اپنے پیغمبر کا ذکر شامل کر کے، ان کی تبعیت کے اولیاء پر درود بھیجنا چاہتا ہے، اس سبب سے یہ الفاظ کہتا ہے، اس میں کچھ برائی نہیں ہے۔ صورت مذکورہ میں زید کا قول صحیح ہے یا عمرو کا۔ بینوا توجروا عریضہ ادب نظیر حسن۔

جواب: تبعاً صلوٰۃ غیر نبی پر درست ہے اور بظاہر یہ بھی تبع ہے مگر فی الحقیقت یہاں استقلال ہے، کیوں کہ ذکر ولی پر یہ فقط کہتا ہے تو مقصود شوق صلوٰۃ سے ولی ہوئے، اس وجہ سے بعد نام نبی کے ذکر کیا ہے، لہٰذا درست نہیں۔ پس زید درست کہتا ہے۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ فرخ آباد ص ۴۰-۴۲)

(۹۵۳) صدور ذنوب از انبیا علیہم السلام کی تفصیل؟

سوال: .....اسلئے وہی لفظ عصٰی اور غویٰ کا بیان کرنا ہے، بلکہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی بہ نسبت جو اکل شجر وغیرہ وارد ہوا ہے، ان سب مضمون سے یہ مراد لیتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا سے مجامعت کی تھی، شجر وغیرہ کچھ نہیں کھایا تھا، لفظ شجر صرف بطور تشبیہ استعارہ کے ہے۔

جواب: کتب عقائد میں یوں لکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کذب سے معصوم ہیں، عمداً تو بالاجماع اور سہواً نزدیک اکثر کے، اور باقی ذنوب سے عصمت میں تفصیل ہے، وہ یہ ہے کہ کفر تو قبل وحی اور بعد وحی ہرگز نہیں ہوتا بالاجماع، اور عمداً کبیرہ نہیں ہوتا، مگر سہواً اکثر علماء تجویز کرتے ہیں، اور صغیرہ کا صدور جمہور کے نزدیک عمداً بھی ہو سکتا ہے، سہواً سب کے نزدیک ممکن ہے، مگر وہ صغیرہ کی خست پر دال ہو نہیں سکتا، مگر فوراً تنبیہ کیا جاتا ہے، یہ حال بعد نبوت کے ہے اور قبل نبوت صدور کبیرہ پر کوئی

---

(۱) وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ (طٰہٰ-۱۱۵) اور ہم نے تاکید کر دی تھی آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اگر چہ بظاہر یہ فعل اجتہاد کے ساتھ مقابلہ میں نص کے صادر ہوا، لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو نص یاد نہیں رہی تھی: فَنَسِیَ اٰدَمُ (۱) (کلام اللہ تعالیٰ) اس پر دال ہے۔ اگر چہ اس کی توجیہ دوسری بھی ہو سکتی ہے لیکن اسی کو کافی سمجھئے گا۔

(مجموعہ رام پور ص ۲۳-۲۴)

(۹۵۲) تبعاً درود غیر نبی پر درست ہے مگر صورت مسئولہ میں تبعیت نہیں؟

سوال: ایک شخص کی عادت ہے کہ جب کسی ولی کا نام لیتا ہے تو علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس نے اپنے پیروں کو پیغمبر کے برابر کر دیا، اور عمرو کہتا ہے کہ اگر چہ یہ فقرہ اولیاء کے واسطے محاورہ کے خلاف ہے، مگر پیغمبر کی برابری ثابت نہیں ہوتی، بلکہ فقہاء نے انبیاء اور ملائکہ کے سوا اوروں پر درود بھیجنا جائز رکھا ہے، اگر تنہا ہو اس واسطے یہ کہنے والا، اپنے پیغمبر کا ذکر شامل کر کے، ان کی تبعیت کے اولیاء پر درود بھیجنا چاہتا ہے، اس سبب سے یہ الفاظ کہتا ہے، اس میں کچھ برائی نہیں ہے۔ صورت مذکورہ میں زید کا قول صحیح ہے یا عمرو کا۔ بینوا توجروا عریضہ ادب نظیر حسن۔

جواب: تبعاً صلوٰۃ غیر نبی پر درست ہے اور بظاہر یہ بھی تبع ہے مگر فی الحقیقت یہاں استقلال ہے، کیوں کہ ذکر ولی پر یہ فقط کہتا ہے تو مقصود شوق صلوٰۃ سے ولی ہوئے، اس وجہ سے بعد نام نبی کے ذکر کیا ہے، لہٰذا درست نہیں۔ پس زید درست کہتا ہے۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ فرخ آباد ص ۴۰-۴۲)

(۹۵۳) صدور ذنوب از انبیا علیہم السلام کی تفصیل؟

سوال: .....اسلئے وہی لفظ عصٰی اور غویٰ کا بیان کرنا ہے، بلکہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی بہ نسبت جو اکل شجر وغیرہ وارد ہوا ہے، ان سب مضمون سے یہ مراد لیتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا سے مجامعت کی تھی، شجر وغیرہ کچھ نہیں کھایا تھا، لفظ شجر صرف بطور تشبیہ استعارہ کے ہے۔

جواب: کتب عقائد میں یوں لکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کذب سے معصوم ہیں، عمداً تو بالاجماع اور سہواً نزدیک اکثر کے، اور باقی ذنوب سے عصمت میں تفصیل ہے، وہ یہ ہے کہ کفر تو قبل وحی اور بعد وحی ہرگز نہیں ہوتا بالاجماع، اور عمداً کبیرہ نہیں ہوتا، مگر سہواً اکثر علماء تجویز کرتے ہیں، اور صغیرہ کا صدور جمہور کے نزدیک عمداً بھی ہو سکتا ہے، سہواً سب کے نزدیک ممکن ہے، مگر وہ صغیرہ کی خست پر دال ہو نہیں سکتا، مگر فوراً تنبیہ کیا جاتا ہے، یہ حال بعد نبوت کے ہے اور قبل نبوت صدور کبیرہ پر کوئی

---

(۱) وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ (طٰہٰ-۱۱۵) اور ہم نے تاکید کر دی تھی آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

دلیل امتناع کی نہیں۔ یہ ترجمہ خلاصہ علی قاری کی شرح کا ہے(۱) اور شرح عقائد نسفی (۲) میں بھی اس کے ہی قریب ہے۔

مگر جو یہ کہا جاوے کہ انبیاء علیہم السلام سے قبل نبوت اور بعد نبوت صغیرہ اور کبیرہ [کا صدور] ہوتا ہے، تو یہ بھی عمدہ رائے ہے جیسا کہ بعض نے کہا، مگر سہواً، اور معصیت اس کو کہتے ہیں کہ خلاف امر کے عمداً ارتکاب کرے، اور جو سہو اور نسیان یا خطاء اجتہادی سے صادر ہو تو وہ معصیت نہیں ہوتا ہے۔ خلاف رضا امر کے ہوا، کیوں کہ عاصی خلاف کرنے والے.....(۳) اور مخالف رضا امر کے مرتکب ہونے والا اور اپنے نفس کو مقابل امر کے بنانے والا.....(۴) کو مخالف کا خیال بھی نہیں، بلکہ موافقت کی ہی شب و روز فکر ہووے اور پھر خطاء فہم سے یا نسیان سے کچھ ہو جاوے، اس کو عصیاں سے کیا علاقہ۔ پس آدم علیہ السلام سے جو کچھ ہوا وہ خطا اور نسیان سے ہوا، لقولہ:

فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا. (طٰہٰ-۱۱۵)

ترجمہ: پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ ہمت۔ (ترجمہ شیخ الہند)

پس نسبت عصیان وغوایت جو وہ بلحاظ آمر کے ہے، جانب امر میں، لاریب خلاف رضا ہے، اگرچہ آدم (علیہ السلام) نے خلاف جان کر نہیں کیا، سو بہر حال یہ نسبت عصیان بلحاظ جانب رضا و مراد حق کے ہے، نہ بلحاظ آدم کے۔ البتہ ایسے (با) کمال کو ایسی ذلت اور خطاء اجتہادی پر سرزنش کرتے ہیں کہ: حسنات الابرار سیئات المقربین مقرر ہیں، اور عوام ایسے امور سے، یک قلم معاف ہیں۔

دیکھو خطاء اجتہادی میں مجتہد کو ایک اجر ملتا ہے، مع ہذا! یہ امر قبل نبوت کے سرزد ہوا ہے، سو اہل عقائد کو کچھ مضر نہیں کہ وہ قبل نبوت صدور کبیرہ کو بھی ممکن کہتے ہیں، بندہ کا عقیدہ آخر کا ہے۔ اور جو افعال حضرت آدم سے صادر ہوئے مع ایں کہ قبل نبوت ہیں، نسیان اور خطاء اجتہادی ہیں، اس کو معصیت نہیں کہتے۔ علیٰ ہذا دیگر انبیاء کی نسبت بعض احوال میں کہا جاوے گا۔ فقط رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲، ۳، ۴)

(۹۵۴) تابوت سکینہ کیا چیز ہے؟

سوال: تابوت سکینہ کیا چیز تھا اور کہاں گیا؟

جواب: تابوت سکینہ صندوق تھا، کہ اس میں تبرکات انبیاء علیہم السلام کے تھے، نعل و کلاہ وغیرہما، اس کی برکت سے فتح اور دیگر منافع ہوتے تھے، اب نہ معلوم کیا ہوا اور کہاں گیا۔ فقط (بدست خاص، سوال ۲)

---

(۱) وفی شرح العقائد: ان الانبیاء علیهم السلام معصومون عن الکذب خصوصًا فیما یتعلق بامر الشرع وتبلیغ الاحکام وارشاد الامة، اما عمدًا فبالاجماع، واما سهوًا فعند الاکثرین۔ وفی عصمتهم عن سائر الذنوب تفصیل: وهو انهم معصومون عن الکفر قبل الوحی وبعده بالاجماع، وکذا عن تعمد الکبائر عند الجمهور، خلافًا للحشویة. واما سهوًا فجوزه الاکثرون. واما الصغائر فیجوز عمدًا عند الجمهور، خلافًا للجبائی واتباعه، ویجوز سهوًا بالاتفاق۔ شرح فقہ اکبر، ملا علی قاری ص ۱۷۱، شرح عقائد نسفی ص ۱۰۲ (مطبع قیومی، کان پور: ۱۳۴۷ھ) [نور]

(۲) ملاحظہ ہو: شرح عقائد نسفی ص ۱۰۲ (مطبع قیومی، کان پور: ۱۳۴۷ھ) [نور]

(۳، ۴) یہ عبارت پھٹ کر ضائع ہو گئی ہے۔ [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۵۷) سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد مبارک کی تفصیل: سوال: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

صاحبزادوں کے نام، اور کتنی صاحبزادیاں تھیں اور ان کے نام اور یہ تفصیل کہ اتنی اولاد پسر و دختر فلاں قبیلہ سے اور اتنی فلاں قبیلہ سے اولاد ہوئی، مشرح تحریر فرمائیں۔

جواب: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شکم سے، تین پسر: طیب، طاہر، قاسم اور چار دختر: زینب، کلثوم، رقیہ، فاطمہ، اور ماریہ قبطیہ جو حرم [باندی] تھیں، ان سے ایک پسر ابراہیم رضی اللہ عنہم اجمعین۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(بدست خاص، ۵۶)

(۹۵۸) لفظ آل اور اہل کی تحقیق؟ از بندہ رشید احمد عفی عنہ السلام علیکم

خط آپ کا آیا اور حال معلوم ہوا۔ جواب آپ کے سوالات کا لکھتا ہوں:

اہل اور آل ایک لفظ ہے (۲) اس کے معنی عشیرہ اور زوجہ اور اقرباء کے ہوتے ہیں اور امت مطیع کے بھی ہوتے ہیں۔ پس جس نے معنی آل کے گروہ کے کہے، وہ بھی درست کہتا ہے اور جس نے ازواج کے کہے، وہ بھی بجا ہے اور جس نے حسن و حسین و فاطمہ و علی کہا، وہ بھی صحیح ہے اور ہر چہار بیٹی اور ہر سہ فرزند آل میں داخل ہیں، کوئی بھی خارج آل سے نہیں۔ اور اہل بیت قرآن شریف میں جو مذکور ہے اس سے ازواج مراد ہیں، مگر یہ لفظ فرزندان اور اقرباء پر بھی بولا جاتا ہے، اگرچہ قرآن میں فقط ازواج ہی مراد ہیں۔ اوپر لکھا ہے کہ اہل اور آل ایک لفظ ہے اور سب معنی اس کے درست ہیں۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص: ۲۲۸-۲۲۹)

(۹۵۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک نہ ہونے کی روایت صحیح نہیں: سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے قد کا سایہ مبارک تھا، یا نہیں؟ ہوتا تو سر دست ظاہر ہوتا، برہان طلب ہے۔

جواب: سایہ نہ ہونے کی روایت احادیث مشہورہ میں نہیں۔ دیگر کتب کی خبر نہیں اور اقوال مشہورہ قابل اعتبار نہیں ہیں، (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۴۷-۱۴۸)

---

(۱) اولاده صلى الله عليه وسلم قال ابن اسحاق: فولدت لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولده كلهم (من خديجةؓ) الا ابراهيم. القاسم و به كان يكنى صلى الله عليه وسلم، و الطاهر، و الطيب، و زينب و رقية، و ام كلثوم، و فاطمة.

(الروض الانف ص ۲۱۴ ج ۱. دار المعرفة بيروت: ۱۳۹۸ھ)

اولاد کرام کی تفصیل اور اس سلسلہ میں علماء سیرت اور محدثین کے اقوال علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں نقل فرمائے ہیں، ملاحظہ ہو:

زرقانی علی المواهب ص ۱۹۳-۱۹۲ ج ۳ الفصل الثاني في اولاده الكرام. [نور]

(۲) لیکن قریبی دور کے ایک بڑے محقق عالم، مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی (وفات) کی تحقیق یہ ہے کہ آل اور اہل دونوں علیحدہ ہیں، یہ قول کہ دونوں ایک ہیں، حنبلیہ اور بصرہ کے نحویوں کا ہے، امام کسائی دونوں کو علیحدہ مانتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: لطائف المال في الفروق بين الاهل والآل مولانا محمد موسیٰ الروحانی بازی (لاہور: ۱۴۱۵ھ) [نور] ..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.....

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۶۰) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز پاک تھا:

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ بعد سلام مسنون! آنکہ آپ کا خط آیا، فضل احمد ماہ رمضان سے گنگوہ میں اکثر بیمار رہتے ہیں، لہٰذا کہیں نہیں گئے۔

اور جواب مسئلہ یہ ہے کہ بول و براز و خون فخر الطیبین سید المرسلین علیہ الوف الصلوۃ والسلام کا طاہر ہے، اور یہ امر خصائص آپ میں لکھا ہے، شامی شرح درمختار میں لکھا ہے:

صحح بعض أئمة الشافعية طهارة بوله و سائر فضلاته صلى الله عليه وسلم، و به قال أبو حنيفة رحمه الله، كما نقله في المواهب اللدنية عن شرح البخاري للعيني، و صرّح به البيري في شرح الاشباه ،و قال ابن حجر: تظافرت الأدلة على ذلك و عدّ الأئمة ذلك من خصائصه صلى الله عليه وسلم. انتهى(۱)

(مجموعہ کلاں۔ ص ۱۱۸)

(۹۶۱) منبر شریف کی کل کتنی سیڑھیاں تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون سے درجہ پر خطبہ پڑھتے تھے؟

سوال: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف میں کس قدر سیڑھیاں تھیں، اور کون سی پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کرتے تھے، اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا کیا عمل رہا، اور اب کیا ہونا چاہئے؟

جواب: تین درجے تھے، اور اوپر کے درجہ پر آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے اور اب سب درجات پر درست ہے، خواہ کسی درجہ پر پڑھے۔

(نسخہ رام پور: ۸-۹)

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا..... (۳) سایہ ہونے کی روایت مسند احمد۔ تحت احادیث صفیۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۶/ ۳۳۸ [دار الفکر] نیز۔ ص: ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ جلد: ۱۸ رقم الحدیث: ۲۷۴۴۲ ت: حمزہ احمد الزین [دار الحدیث القاہرۃ ۱۹۹۵ء] میں ہے، ایک معاملہ میں نبی ﷺ حضرت زینبؓ سے ناراض ہو گئے تھے اور دو تین مہینے ان کے کمرے میں تشریف نہیں لے گئے فلما كان شهر ربيع الأول دخل عليها فراث ظلّه فقالت: إنّ هذا لظلُّ رجلٍ وما يَدْخُل عليَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فمَنْ هذا؟ فدخل النبي صلى الله عليه وسلم الخ نبی ﷺ ماہ ذی الحجہ میں ناراض ہوئے تھے، تین ماہ کے بعد ربیع الاول میں ان کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ کا سایہ دیکھا تو سوچنے لگیں یہ بالیقین کسی آدمی کا سایہ ہے اور نبی ﷺ میرے پاس تشریف نہیں لاتے، پس یہ کون ہے؟ پس نبی ﷺ ان کے کمرے میں داخل ہوئے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا سایہ پڑتا تھا اور حدیث أوّل ماخلق اللّٰہ نوری اول تو ثابت نہیں، زرقانی وغیرہ نے مصنف عبد الرزاق کا حوالہ دیا ہے مگر مصنف میں یہ روایت نہیں ہے، اور عجلونی نے کشف الخفاء ومزیل الالباس. حرف الہمزۃ مع الواو رقم الحدیث: ۸۲۷۔ ص: ۲۶۵ جلد اول [دار احیاء التراث العربی الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۵۱ھ] میں اس کا جو سیاق ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے، ثانیاً نور ہونا معنوی ہے پس وہ جسم اور مادہ کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ (پالن پوری)

(۱) رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في طهارة بوله صلى الله عليه وسلم (۱/ ۲۱۲) ط: اکمل المطابع ۱۲۸۸ھ اور علامہ عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں: وهو (اى الامام ابو حنيفة) يقول بطهارة بوله وسائر فصلاته. عمدة القارى، باب استعمال فضل وضوء الناس ص ۹ ج ۳ تحت بيان استنباط الاحكام. (عكس طباعة منيرية، مصر۔ دار احياء التراث العربى، بيروت) (نور)

[آج شب شنبہ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ بعد نماز مغرب آخری پروف خوانی مکمل ہوئی، والحمد للہ اولاً واخراً۔ نور]